وهو الغفور الرحیم

بتوفیق اللہ تعالیٰ مکتوبات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مسمّٰی بہ

تصفیۃ العقائد

باہتمام

(مولوی) محمد اسحاق صاحب

کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور

شائع گردید

ہر قسم کی درسی غیر درسی علماء حقانی کی تصانیف نہایت ارزاں عمدہ ملنے کا پتہ { کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔ پی)

حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی دیگر تصانیف

نام کتاب	قیمت
صدقت اسلام یعنی تقریر دلپذیر مُحشّٰی و معنون حضرت مولانا کی وہ مشہور و معروف تالیف ہے جو کلامی دنیا میں ایک قابلقدر چیز ہے اسلامی توحید و رسالت اور اُسکے بنیادی اصول پر ایسے محققانہ عقلی دلائل کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے کہ تمام فرق باطلہ کو بھی دلائل عقلیہ کی بنا پر اس تسلیم سے چارہ نہیں رہتا کہ اسلام ہی ایک نجات دہندہ مذہب ہے۔ اسکی قدر و منزلت اہل علم حضرات سے دریافت کیجئے کہ وہ اسکے کسقدر دلدادہ و شیدا ہیں یہ کتاب مع عنوانات جدیدہ قدیم حاشیہ چھپکر عرصہ ہوا نایاب ہو گئی تھی حال ہی میں کتبخانہ رحیمیہ نے اپنے خاص اہتمام سے ۲۲x۱۸ سائز پر بہترین کتابت و طباعت سے آراستہ کر کے نہایت عمدہ گلیز کاغذ پر طبع کرایا ہے قیمت مثل سابق صرف عہ	عہ
حجۃ الاسلام اثبات توحید و رسالت اور ارکان اسلام کے فطری ہونیکی بحث میں بے نظیر کتاب ہے سائز ۲۲x۱۸ کاغذ ۱۰ پونڈ گلیز قیمت میں پہلے سے تخفیف کر دی گئی ہے یعنی بجائے ۸ کے	۶/
تحفہ لحمیہ جسمیں دلائل فطریہ و عقلیہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ انسان فطرۃً گوشت کھانیوالا ہے کاغذ گلیز ۲۰ پونڈ قیمت صرف	۱/
انتصار الاسلام کلاں محشّٰی و معنون جسمیں محققانہ طریقہ پر بانی آریہ سماج کے ان نو اعتراضات کے دندان شکن جوابات درج ہیں جنکو لاینحل سمجھکر پنڈت جی نے رُڑکی کے زبردست عام جلسہ میں کئے تھے قیمت	۶/
جمال قاسمی سماع موتیٰ و حیات النبی پر ایک دلکش بحث۔ قیمت صرف	۱/
آب حیات قیمت	عہ
اسرار قرآنی //	۲/
انتباہ المؤمنین //	۱/
تحذیر الناس //	۲/
توثیق الکلام ۲ جواب ترکی بترکی	۳/
فیوض قاسمی ۳/ گفتگوئے مذہبی	۳/
مباحثہ شاہجہانپور ۸/ لطائف قاسمی	۳/
سوانح عمری حضرت مولانا محمد قاسمؒ	۳/

جواب اصل پانزدہم۔ عوام تو مصلحت و غیر مصلحت کو جانتے ہی نہیں اس بات میں اگر لب کشا ہوتے
ہیں تو علماء ہی ہوتے ہیں ہاں ہر فرقہ میں باہم فرق عموم و خصوص ہوتا ہے مگر سید صاحب نے یہ لکھا کہ مصلحت
مصطلح عوام کیا ہے اور مصلحت مراد خاص کیا جو اس باب میں نظر کی جاتی کہ اس انتساب میں بے
ادبی لازم آتی ہے یا نہیں ہاں بیچاری کے لفظ سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ مصلحت مصطلح عوام کچھ ایسا امر
ہوتا ہو جس میں دروغ یا دروغگوئی کا انتساب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو جاتا ہے لیکن بایں نظر
کہ انتساب مذکور کی بھی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا یکساں حکم نہیں منجملہ اُنکے تعریضات بھی ہیں
جنکے معنی مطابقی تو مخالف واقع نہیں ہوتے مگر مراد و مؤیدات مخالف واقع کی طرف کھینچ لی جاتی ہیں پھر
دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جنمیں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم
ہونا ضرور نہیں اگرچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب ہی سے محفوظ رہے ہوں ہمکو لازم پڑا کہ اس باب میں ایک
تحقیق مختصر بقدر ضرورت لکھیے سو سُنیے کہ بعض بعض افعال تو خیر بایں معنی ہوتے ہیں کہ انکی وضع
کسی امر خیر کیلئے ہوتی ہو جیسے آگ احراق و حرارت کیلئے اور پانی رطوبت اور تربیت کیلئے موضوع
اور مخلوق ہوئے ہیں۔ ایسے ہی نماز مثلاً تعظیم باری کیلئے موضوع ہوئی ہو جسکی خیریت میں پھر کچھ تامل
نہیں اور جس میں اصلا شائبہ شر نہیں اور بعض افعال شر محض بایں معنی ہوتی ہیں کہ انکی وضع کسی امر شر
کیلئے ہوتی ہو جیسے قطع اعضا تخریب بدن اور فساد جسم کیلئے موضوع ہو ایسے ہی ظلم و ستم آزار مردم
اور زنا واسطے بیحیائی کیلئے موضوع ہو علی ہذا القیاس اور افعال کو سوچ دیکھئے مگر بعض افعال
ایسے ہیں جنکی حد ذات اور مرتبہ حقیقت میں نہ کوئی خوبی ہوتی ہے نہ کوئی برائی تو یہ اگر نتیجہ حسن کے وسیلہ
اور امر خیر کے ذریعہ ہوجاتی ہیں تو منجملہ محاسن سمجھی جاتی ہیں اور اگر کسی نتیجہ قبیح کے وسیلہ اور امر شر کے ذریعہ
ہوجاتے ہیں تو منجملہ مساوی و ذمائم شمار کئے جاتے ہیں مثلاً رفتار ابصار استماع وغیرہ کہ فی حد ذاتہ امور حسن و
قبیح البتہ اگر رفتار مسجد کی طرف ہے تو منجملہ طاعات سمجھی جاویگی اور اگر شراب خانہ یا بتکدہ یا چکلہ کیطرف ہو تو گناہ
میں داخل ہوجاویگی اور اگر کہیں دونوں مجتمع ہوجائیں تو پھر غلبہ کا لحاظ کیا جاویگا مثلاً اجتماع رجال و
نساء مساجد میں اگر موجب حصول برکات جماعت و مزید ثواب ہے تو اندیشہ فتنہ اور خوف تعلق خاطر یک با
دیگرے بھی ساتھ ہی لگا ہوا ہے اسمیں اگر مکان یا زمان میں جہت اولی غالب ہو جیسے زمان
برکت توامان حضرت نبی آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ کمال تربیت صحابہ و صحبت یا غلبہ ایمان بنا

روز گو راندیشہ فساد اگر تھا تو موہوم تھا تو بے اوقات مخمصہ میں اجازت ہوگی بلکہ داخل سلسلۂ محاسن
ہوجاویگا اور اگر کسی مانع مکان میں جہت ثانیہ قوی نظر آئیگی تو حکم اول منعکس ہو ممانعت ہوجاویگا اور
یہ فعل از قسم سیئات سمجھا جاویگا ۔ اب اس بات کے دیکھنا رہا کہ کذب و تعریض میں اگر قبح ہو تو کس قسم
کا ہے ہم دعویٰ کرتے ہیں اور سب اہل عقل انشاء اللہ تعالیٰ تسلیم ہی کرینگے کہ کذب بمعنی گفتار مخالف واقع
بذات خود قبیح نہیں البتہ بلحاظ فریب یا بایذاء اعتقادی مردم جس سے اُن کا ضرر متصور ہے یا متیقن قبیح ہوجاتا ہے
ہاں کذب بمعنی فہم مخالف واقع قبیح ذاتی ہے جس کو جہل مرکب کہتے ہیں اس صورت میں اگر گفتار
مخالف واقع کسی موقع میں خالی از مضرت ہو جیسے یا اُسکے ساتھ بعد خلو از مضرت کوئی منفعت
بھی لگ جائے یا دونوں مجتمع ہوجائیں تو پھر یہ ممانعت جو کذب مضر کیلئے ہے بحال خود نہ رہیگی پہلی
صورت میں تو بذات خود ایک لغو ہوجائیگا گو باین لحاظ کہ کذب کی عادت رہیگی تو عجب نہیں کہ کذب مضر
بھی صادر ہو اور اس وجہ سے یہ عادت کذب مضر کی وسائل میں ہوجاویگی اور بالعرض قبح کذب مضر
اس پر عارض ہوجاویگا منجملہ قبائح شمار کیا جاسکتا ہے بہرحال قبح آثار و اضرار مردم سے بالفعل یہ
کذب خالی ہوگا ۔ اس کی مثال تو اُن جھوٹے قصے کہانیوں کا مشغلہ سمجھئے اور دوسری صورت
یعنی جسمیں بعد خلو از مضرت کوئی نفع بھی لاحق ہوجاوے یہ کذب داخل حسنات ہوگا اس میں اگرچہ عاقل
کو کچھ شبہ نہیں ہوسکتا لیکن بہر تسکین مثال بھی معروض ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بطور
ترغیب ارشاد لیس الکذاب الذی یصلح بین الناس او کما قال خود اس بات پر شاہد ہے
کہ کذب محمود ہے ہاں اگر قرینہ مقام سے قطع نظر کیجئے تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسمیں اگر نفی ہے
تو کذب یعنی اُسکی قبح کی نفی ہے جس سے اُسکا سیئہ اور معصیت نہ ہونا ثابت ہوتا ہے طاعت ہونا
ثابت نہیں ہوتا لیکن اس بات کا اگر لحاظ کیا جائے کہ یہ ارشاد اُس تردد اور توہم کے مدافعت
کیلئے ہے جو بوجہ ذہن نشین ہوجانے خرابی کذب کی ایسی اصلاحوں سے مانع ہوتا ہے جو بیان
خلاف واقع پر موقوف ہو تو پھر یہ ارشاد مسوق لاجل المدح ہی ہوگا اور تیسری صورت میں غلبہ
و قوت جہات متعارضہ پر نظر رکھنی چاہیے اگر جہت منفعت غالب ہے تو منجملہ طاعات اور جہت
مضرت غالب ہے تو منجملہ مضرات سمجھا جائیگا پھر اگر منفعت دینی ہے تو حسنات دینی میں شمار کیا جاویگا
اور منفعت دنیوی ہے تو حسنات دنیوی میں شمار کیا جاویگا مثلاً اطعام طعام یا تعلیم علوم دنیوی

پر منفعت دنیوی اور راحت دنیوی متفرع ہوتی ہو اور تعلیم و تلقین علوم دین پر راحت دینی تو اول حسنات
و احسانات دنیوی دوم حسنات و احسانات اخروی ہے اور تزکیہ و تہذیب قلب بغرض اتباع
محبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بے راحت اخروی میں سے ہونگے اور اس تفاوت کی
وجہ سے اول کو ثانی سے کچھ نسبت نہ ہوگی مشروعیت قتال کفار اور اُن کا حسنات میں
داخل ہوجانا اسی قسم میں سے ہے کیونکہ قتال مذکور قطع عضو فاسد جسمیں خیر خواہی بدن باقی ظاہر
ہے منجملہ رفاہ باقی مخلوقات سمجھا گیا جب اسقدر آزار مقتولین دفع فساد کے لئے ثواب مستحسن ٹھیرا
تو کذب صریح جسمیں کفار کو دھوکا دینا مدنظر ہو بغرض دفع فساد و اعلاء کلمۃ اللہ کیوں کر مستحسن
نہ ہوگا اسکا آزار اُس آزار سے جس سے بڑھکر کوئی آزار دنیوی نہیں یعنی قتل کچھ نسبت نہیں
رکھتا جب مرض مذکور جائز ہوا تو یہ کیونکر نہ ہوگا اور وہ حسنات میں سے ہوا تو یہ کیونکر
نہ ہوگا۔ یہ سلم کر دفع فساد قتال مذکور سے حاصل ہوتا ہے اور کذب فی الحرب جو بطور خدیعہ
کام آتا ہے چنانچہ ارشاد ہے الحرب خدعۃ بغرض سہولت دفع فساد مطلوب ہے اسلئے تا مقدور
کذب صریح جائز نہ ہوگا تعریضات سے کام لیا جائیگا بلکہ انبیاء کرام اگر تعریضات کو بھی
مکروہ سمجھیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے مترشح ہے تو کچھ عجب نہیں ہاں جس جگہ
دفع فساد خود کذب ہی پر موقوف ہو جیسا کبھی اصلاح بین الناس میں ہوتا ہو تو پھر یہ تامل بجا ہے
بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی
سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں پھر تفسیر تعریضات جو واقع میں اقسام کذب میں سے نہیں ہوتی
بلکہ مشابہ کذب ہوتی ہیں ہرگز مخالف شان نبوت نہیں ہو سکتے علی ہذا القیاس کسی امر مستحب کا بلحاظ
تحاظ ترک کر دینا کہ اسمیں کوئی فساد عظیم جسکا وزن منفعت استحباب سے بڑھ جائیگا پیدا ہوگا اگرچہ
بظاہر مستلزم ایہام مخالفت واقع ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا کسی بات کو ترک کر کے ایک امر
کو اختیار کر لینا اس جانب اشعر کرتی ہے کہ اندازہ مستحسن ہے اور امر متروک غیر مستحسن اور یہ امر بوجہ ایہام مخالف منجملہ
دروغ سمجھا جاتا ہے ہرگز مخالف شان نبوت نہیں بلکہ موافق شان نبوت ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا خانہ کعبہ کو بطور سابق رہنے دینا اور منہدم کر کے بنائے ابراہیمی پر بنانا اور دہلیز کو زمین سے نہ لگا دینا
اور دو دروازہ ایک شرقی ایک غربی نہ بنانا حالانکہ آپ کے کلام سے اُسی جانب رغبت ٹپکتی تھی اور آپ کی رغبت خود

ایک دلیل مستجاب ہے۔ نیز اسی وجہ سے تھا کہ اس کے منہدم کرنے میں جاہلان امت سے جو خیر
میں بکثرت مسلمان ہو گئے تھے یقین ارتداد و مخالفت تھا سو آپ نے سمجھا کہ اس تغیر و تبدل میں
اتنا نفع نہ ہوگا جتنا نقصان ہوگا۔ اس تغیر و تبدل میں تو فقط اتنا ہی نفع ہے کہ وقت طواف و
دخول خانہ سہولت رہیگی اور خانہ کعبہ حالت اصلی پر آجاویگا اور ظاہر ہے کہ اس میں کچھ ترقی دین
نہیں جو انبیاء علیہم السلام کا اول کام ہے۔ ہاں نقصان اتنا کچھ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو
اُس سے زیادہ کوئی نقصان نظر نہیں آتا۔ وہ کیا ہے ارتداد جم غفیر ہے۔ جو بالکل مخالف
غرض نبوت ہے اور پھر مخالفت بھی شدیدہ انبیاء لوگوں کے مسلمان کرنے کے لئے آتے
ہیں۔ یہاں اُلٹا ارتداد و کفر بعد اسلام لازم آتا تھا الغرض انبیاء علیہم السلام کو اُن امور میں جو
بذات خود نہ حسن ہوں نہ قبیح منافع و مضار پر نظر رہتی ہے۔ پھر جیسے مزاج انسانی کی گرم سرد
کہنے میں باوجود موجود ہونے اربعہ عناصر کے غلبہ عناصر پر نظر ہوتی ہے۔ اسی طرح در صورت
تعارض منفعت و مضرت غلبہ کا اعتبار کیا جاویگا۔ چنانچہ خداوند کریم نے بھی تحلیل و تحریم
میں اسی پر نظر فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں فیھما اثم کبیر و منافع للناس واثمھما
اکبر من نفعھما۔ ہاں کبھی یہ ہوتا ہے کہ ایک شے اکثر مظہر مضرت ہوتی ہے اور
مظہر منفعت فقط گاہ و بیگاہ ہو جاتی ہے۔ جیسے کذب اکثر اس سے مضرت
ہی نکلتی ہے۔ پس یہ کلام جس غرض کے لئے موضوع ہوا ہے یعنی اظہار ما فی الضمیر مظہر
منفعت ہو یا مضرت کذب اسکے مخالف واقع ہوتا ہے تو ایسے مواقع میں اندیشہ مخالفت
اخبار روزگار رہتا ہے اور یہ مخالفت موجب تنزل دین و خرابی انتظام دین ہو جاتی ہے
اس لئے انبیاء کرام اقصد و تعریضات سے محترز رہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کار
پردازان کارخانجات رفاہ کو جن کی درستی ایک عالم کے اجتماع پر موقوف ہو
جیسے مثلاً مدرسۃ العلوم لازم ہے کہ ایسی باتوں سے پرہیز کریں کہ عوام اہل اسلام کے
تنفر کا باعث ہو۔ قطع نظر حرمت و کراہت ذاتی کے ایسے شخص کو بہت سے محرمات
و مکروہات کے استعمال سے ایسی خرابی کا دیکھنا پڑیگا جسکے باعث اپنی اُمید دیرینہ کو
دست برداری اور محرومی کا کھٹکا ہے بالجملہ انبیاء علیہم السلام کے کار [illegible] یا کاری

نہیں ہوتی یعنی دنیا کے مقاصد کو پیرایۂ دین سے طلب نہیں کرتے پر انہیں بھی شک نہیں کہ
دانشمندانہ ہوتے ہیں جاہلانہ نہیں ہوتے سو اگر اسی مصلحت اندیشی کی تجویز پر اندیشۂ کفر
ہے تو یہ عین ایمان کی باتوں پر کفر کا فتویٰ دینا ہے اللّٰہم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ
وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔ اسکے بعد یہ گذارش ہے کہ بحث و مباحثہ اپنا
شیوہ نہیں خواہ مخواہ کسی کی بات میں دخل دینے کی عادت نہیں اور ہوتی بھی تو کیا
ہوتا حسب ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اذا رایت ھوی متبعا وشحا مطاعا ودنیا
موثرۃ واعجاب کل ذی رای برایہ فعلیک بخاصۃ نفسک ودع امر العوام
او کما قال اس زمانہ میں مستحسن بھی ہے کہ کتنی ہی بڑی زبان کیوں نہ ہو پر اپنے منہ میں لئے بیٹھے
رہنا چاہئے کیونکہ جو سامان خیر خواہی کے موثر ہونے کے ہیں وہ یک لخت مفقود ہو گئے
ہیں اور جو سامان الٹے تعصب کے ہیں ایسے اوقات میں سب فراہم نظر آتے ہیں
اس صورت میں موافق فرمودہ مومن سے

غرض ایمان ہو خدا سے غارتگر دیں گبری		تجھ سے ملے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

اُلٹا ترقی باطل کا کھٹکا ہوتا ہے بالجملہ یوں تو یہ کھٹکا ہمیشہ ہی ہوتا ہے پر آجکل پہلے
سے زیادہ باتیں نظر آتی ہیں۔ قدیم سے لیکر آجتک جو یہ رہا کہ ایمان کم اور کفر زیادہ تو اس کا
باعث یہ تھا کہ خواہش کا غلبہ بخل کا زور دنیا کی آخرت سے عزت زیادہ رہی۔ پھر ہر شخص
اپنی عقل پر نازاں اسلئے باوجود اسکے کہ اسلام کیلئے کتابیں نازل ہوئیں پیغمبر آئے
معجزے دکھلائے اولیاء کی کرامتیں علماء کے دلائل نے حق و باطل کو ظاہر کر دیا ثواب و عقاب کے
وعدہ وعید سے بتلایا ڈرایا مطیعوں کو دنیا میں غالب مخالفوں کو مغلوب کیا اور کفر کے لئے
ان سامانوں میں سے ایک بھی نہ تھا کفر ہی زیادہ رہا اسلام کبھی عالم میں زیادہ نہ ہوا حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ساتھ وہ احسان کیا کہ کسی صاحب قوم نے اپنی قوم کے ساتھ
کیا ہوگا یعنی عذاب شدید اور قید فرعون سے چھڑا کر بادشاہ روئے زمین بنا دیا۔ پھر وہ اولو العزمی
تو جاوا ایسے ایسے معجزے کا ہیکو ہوتے ہیں۔ ادھر توافق ملت اور بھی اطاعت کیلئے
لیکن بایں ہمہ تسلیم احکام میں یہ دقت تھی کہ پہاڑ ان کے سر پر اٹھا معلق کرنا پڑتا تھا